Studybeesofficial

Where Minds Pollinate

Class 9

اردو

غزل :غم ہے یا خوشی ہے تو

NOTES

Follow Our Socials

studybeesofficial

studybeesofficialpak

studybeesofficialpak

غزل (غم ہے یا خوشی ہے تُو)

شاعر: ناصر کاظمی

ناصر کاظمی اداس لہجے کے باوقار شاعر ہیں ان کی غزل میں دھیما پن ہے۔ سہل ممتنع ان کی غزل کی عمدہ مثال ہے۔ سہل ممتنع شاعری کی ایک اصطلاح ہے سہل ممتنع ایسے شعر کو کہتے ہیں جس کی مثال بنانا دشوار ہو اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہو سہل ممتنع کی خاصیت رکھنے والی شاعری تاثیر کی قوت اور تادیر زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ سہل ممتنع شعری اظہار کا سادہ ترین پیرایہ ہے۔

شعر نمبر ۱ : غم ہے یا خوشی ہے تُو میری زندگی ہے تُو

مرکزی خیال:

زندگی میں آنے والے غم اور خوشیاں تمہی سے منسوب ہیں۔

تشریح:

تشریح طلب شعر ناصر کی شاعرانہ لہجے کی مٹھاس کا منہ بولتا ثبوت ہے اس شعر میں شاعر نے غم اور خوشی کے الفاظ استعمال کر کے صنعت تضاد کا استعمال کیا ہے انسان کے اندر پائے جانے والے بعض جذبوں یا کیفیات کی نوعیت اتنی بنیادی ہے کہ بغیر انسانی زندگی کی معنویت کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا ہے ان جذبوں یا کیفیات میں سے دو تو اتنی بنیادی ہیں کہ پوری انسانی زندگی صرف انہی کے درمیان حرکت کرتی نظر اتی ہے ان میں سے ایک خوشی ہے اور دوسری غم۔ تاہم اگر ہم غور سے دیکھیں تو پوری انسانی تہذیب صرف ایک کیفیت کے حصول کے گرد گردش کرتی نظر آتی ہے خوشی کی کیفیت کے حصول کے لیے۔ لیکن ناصر کاظمی عاشق صادق ہونے کے ساتھ ساتھ ایک حساس دل کے مالک شاعر بھی ہیں وہ اپنے محبوب کو اپنا سرمایہ حیات سمجھتے ہیں۔ انہوں نے غم اور خوشی کے تمام جذبات محبوب سے وابستہ کر رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اب تم ہی میری زندگی ہو میں تمہاری خوشی میں خوش اور تمہارے غم میں اداس رہتا ہوں۔

بقول شاعر ؎ اچھا خاصا بیٹھے بیٹھے گم ہو جاتا ہوں

اب میں اکثر میں نہیں رہتا تم ہو جاتا ہوں

Studybeesofficial

ناصر جذبہ عشق سے سرشار ہیں جب ان کا محبوب خوش ہوتا ہے تو انہیں لگتا ہے کہ ہوا کا کوئی تازہ جھونکا آیا ہے اور جب محبوب اداس ہوتا ہے تو انہیں سارا ماحول سوگوار نظر آتا ہے عشق کی ایک اپنی شان ہوتی ہے جب انسان کا دل محبت کے جذبات سے آشنا ہوتا ہے تو وہ ایک عجیب بے خودی اور سرشاری کی کیفیت میں مبتلا ہوتا ہے ناصر کاظمی کا بھی اپنے محبوب سے عشق انہیں حسن اور مسرت سے آشنا کرتا ہے اور وہ اپنے محبوب کو اپنی زندگی قرار دیتے ہوئے اس کے غم کو اپنا غم اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھتے ہیں۔

بقول شاعر ؎ میں نے ایک عمر خرچ کی ہے تم پر
تم میرا قیمتی اثاثہ ہو

شعر نمبر 2: آفتوں کے دور میں چین کی گھڑی ہے تُو

آفت: مصیبت چین: سکون گھڑی: ساعت، لمحہ

مرکزی خیال: مشکل لمحات میں بھی محبوب کی ذات چین کا ذریعہ ہے۔

تشریح:

تشریح طلب شعر میں شاعر نے آفت اور چین کے لفظ صنعت تضاد کے طور پر استعمال کیے ہیں شاعر کہتے ہیں کہ یہ دنیا اور اس کی زندگی مصائب اور آزمائشوں سے بھری پڑی ہے یہاں جس شخص کو بھی دیکھیں وہ دکھی اور پریشان حال دکھائی دیتا ہے کوئی زمانے کے حالات کی وجہ سے غمزدہ ہے تو کوئی محبوب کی جدائی میں پریشان حال۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوں جو مصیبتوں اور پریشانیوں میں گھرے ہوتے ہیں مصیبت اور غم کی گھڑیاں کاٹے نہیں کٹتیں اور مصیبت کے لمحات بہت طویل محسوس ہوتے ہیں لیکن ان مصیبت کے لمحات میں جو چیز میرے لیے سکون اور اطمینان کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ میں جب اپنے محبوب کے روبرو ہوتا ہوں اس سے دیکھتا ہوں تو مجھے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا اور میں اپنے تمام دکھ اور پریشانیاں بھول جاتا ہوں۔ اس شعر میں شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب! ان مصائب مشکلات اور پریشانیوں کے کٹھن وقت میں میرے لیے تم ہی سکون و اطمینان ہو شاعر دکھوں اور غموں کے موسم میں اپنے محبوب کو خوشی اور مسرت کا ذریعہ بتا رہے ہیں ۔
شاعر کہتے ہیں کہ تمہارا دیدار اور قربت میرے لیے سکون و اطمینان کا باعث ہے۔

بقول شاعر: محبت کے دم سے یہ دنیا حسیں ہے

محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

شعر نمبر 3:

میری رات کا چراغ   میری نیند بھی ہے تو

چراغ: شمع، بتی

مرکزی خیال:

دن ہو یا رات تیرا تصور ہر لمحہ میرے ساتھ۔

تشریح:

ناصر کاظمی کی شاعری میں عشق، محبت، درد، رنج اور انسانیت کے جذبات کو خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے ناصر کاظمی کی اس غزل میں عشق کا جذبہ بہت گہرا اور سچا ہے وہ عشق کو ایک ایسی نعمت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو انسان کو زندگی میں ایک نیا معانی دیتی ہے۔ اس شعر میں شاعر محبوب سے اپنی محبت کا دم بھرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے محبوب تمہارا ہونا ہی میرے جینے کا سہارا ہے جب دنیا کے دھندوں سے نجات پاتا ہوں تو تیرے ہی خیال میں گم ہو جاتا ہوں۔ تم تمام تر رعنائیوں اور حسن کے جلوے دکھاتے ہوئے میرے ساتھ ہو اور جب رات ہوتی ہے اور ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے تو میں تمہاری یادوں کی چادر اوڑھ لیتا ہوں تمہارا تصور اور تمہاری یادیں ایک چراغ کی طرح میرے وجود میں روشنی بکھیر دیتی ہیں۔

ؔ خیالوں ہی میں اکثر بیٹھے بیٹھے   بسا لیتا ہوں ایک دنیا سہانی

شاعر کہتے ہیں کہ میں ہر طرف سے اندھیروں میں گھرا ہوا ہوں اور اس اندھیرے میں مجھے جس روشنی کی ضرورت ہے وہ تم ہو اے میرے محبوب تم میرے لیے مصائب و مشکلات کے اندھیرے میں گھری رات میں ایک چودھویں کے چاند کی مانند ہو اور میرے لیے خوشی کا باعث ہو وہ کہتے ہیں کہ میری نیند اور میرے خواب و خیال میں صرف تم ہی ہوتے ہو۔ اے محبوب جب میرے پاس کوئی دوسرا موجود نہیں ہوتا تو عالم تصور میں تم میرے ساتھ ہوتے ہو۔

Studybeesofficial

بقول مومنؔ ؎ تم میرے پاس ہوتے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

غرض ہر کیفیت میں غم خوشی، اندھیرے اجالے، خواب و بیداری ہر جگہ تم میرے ساتھ ہوتے ہو کیونکہ عالم تخیل میں بھی میں تمہارے ساتھ پھر رہا ہوتا ہوں۔

بقول شاعر

؎ تو جیسے میرے پاس ہے اور محوِ سخن ہے محفل سی جما دیتی ہیں اکثر تیری یادیں

شعر نمبر 4 : میں خزاں کی شام ہوں رت بہار کی ہے تُو

رُت: موسم

مرکزی خیال:

میں خزاں کی ایک ویران شام ہوں اور تم بہار کی پر رونق رت ہو۔

تشریح:

ناصرؔ کاظمی یاد اور تنہائی کا شاعر ہے۔ ان کی غزل میں دھیما پن ہے لیکن شہریت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس شعر میں بھی انہوں نے صنعت تضاد کا استعمال کیا ہے خزاں اور بہار آپس میں متضاد الفاظ ہیں شاعر کافی عرصے سے غمگین ہیں اور دل کے آنگن میں گھٹن سی محسوس کر رہا ہے شاعر نے اس شعر میں خود کو موسم خزاں کی شام سے تشبیہ دی ہے وہ کہتا ہے کہ میں تو ایک پریشان حال غموں سے چور اور مشکلات سے گھرا ہوا ایک شخص ہوں جیسے کہ میں خزاں کی کوئی شام ہوں، بالکل ہی اداس شام وہ کہتا ہے کہ میری ذات اس باغ کی طرح ہے جس پر کبھی بہار کا موسم نہیں آیا لیکن اے محبوب !تم میرے لیے بہار کے موسم کی طرح ہو تمہیں دیکھ کر مجھ میں زندگی کی لہر پیدا ہوتی ہے۔ اے محبوب ! تم بہار کی مانند ہو جبکہ مجھے اپنا وجود ایک بہت بوڑھے درخت کا سا معلوم ہوتا ہے۔ اگر انسان کا دل خوش ہو تو اسے اپنے ارد گرد بھی بہار کا موسم انگڑائیاں لیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

تازہ ہوا بہار کی دل کا ملال لے گئی

studybeesofficial

شاعر کہتاہے کہ اے محبوب تیرے آنے سے دل کی کلی کھل اٹھی اور دل میں خوشی کی لہر اٹھی جس طرح ہوا کا تازہ جھونکا آتا ہے تو ہر رنج راحت میں بدلنے لگتی ہے، خزاں بہار میں بدلنے لگتی ہے۔ شاعر جمود سے تنگ آ چکا ہے اس لیے وہ اس تبدیلی سے خوش ہے اور اسے ہر منظر حسین دکھائی دینے لگتا ہے۔

بقول فیض احمد فیضؔ

رات یوں دل میں تیری کھوئی ہوئی یاد آئی   جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آ جائے

بقول شاعر

جب وہ ہوتے ہیں صحنِ گلشن میں   موسم نو بہار ہوتا ہے

شعر نمبر 5:

دوستوں کے درمیان   وجہ دوستی ہے تُو

مرکزی خیال:

میرے دوستوں میں دوستی کی اصل وجہ بھی تم ہو۔

تشریح:

ناصرؔ کاظمی کی شاعری میں عشق محبت درد رنج اور انسانیت کے جذبات کو خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے ناصر کاظمی کے اس غزل میں عشق کا جذبہ بہت گہرا اور سچا ہے وہ عشق کو ایک ایسی نعمت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو انسان کو زندگی میں ایک نیا رخ دیتی ہے۔ شاعر ایک حساس فرد ہوتا ہے وہ معاشرے میں ہونے والے تبدیلیوں پر نظر رکھتا ہے ناصرؔ کو عام طور پر تنہائی اور مایوسی کا شاعر کہا جاتا ہے وہ اس شعر میں اپنے محبوب سے مخاطب ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میری زندگی دکھوں اور آزمائشوں سے بھری ہوئی تھی زمانے کے دیے ہوئے دکھوں نے مجھے دنیا سے لاتعلق کر دیا تھا میں تنہائی پسند ہو گیا لیکن تمہارے آنے سے میری زندگی کو قرار آ گیا اور میری زندگی میں بھی رنگ نظر آنے لگے۔ شاعر اس شعر میں محبت کو دوستوں کے درمیان دوستی کی وجہ بتا رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک محبت کا جذبہ ہی ہے جو ہم دوستوں میں دوستی کو قائم و دائم رکھے ہوئے ہے دوستی کا جذبہ ایک بہت پاک اور شفاف جذبہ ہے اس سے انسانوں کے درمیان ایک دوسرے کو جاننے سمجھنے اور ایک دوسرے کے لیے جینے کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ عاشق

studybeesofficial

کے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے کہ اس کا محبوب اس سے باتیں کرے، اسے دیکھے عاشق جو غم دنیا کی وجہ سے تنہائی کا شکار ہو گیا تھا اب محبوب کی ذرا سی توجہ سے اپنے دوستوں میں خوش رہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس تبدیلی کی وجہ تم ہو، میری اپنے دوستوں سے گفتگو کا محور بھی تمہاری ذات ہوتی ہے تم میرے لیے اللہ تعالی کی کسی نعمت سے کم نہیں ہو۔

بقول شاعر ؎ کچھ جرم نہیں عشق جو دنیا سے چھپائیں
ہم نے تمہیں چاہا ہے ہزاروں سے کہیں گے

شعر نمبر 6: میری ساری عمر میں ایک ہی کمی ہے تو

مرکزی خیال:

میری ساری زندگی میں تمھارے سوا اور کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔

تشریح:

تشریح طلب شعر میں شاعر اپنے مجازی محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ میری تمام زندگی میں محبت جیسے آفاقی جذبے کی کمی ہے محبت جیسے عظیم جذبے سے تو اللہ تعالی کی ذات بھی نا آشنا نہیں ہے محبت وجہ تخلیق کائنات ہے اور اس ساری کائنات میں وہی سب سے پہلا محبوب ہے جس نے اپنے محبوب کی خاطر چند دنوں میں یہ کائنات تخلیق کی محبت کے جذبے سے آشنا ہونے والا محبوب کے سامنے بس جھک جاتا ہے، بنا دام کے بک جاتا ہے اس لیے محبت میں انا نہیں ہوتی اور اگر انا ہو تو محبت نہیں ہوتی۔ شاعر کہتا ہے کہ ایک عاشق کے لیے اس کے محبوب کے وصال سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں اپنی محبت کو پالینا اور خود بھی چاہا جانا ایک خوبصورت ترین احساس ہے لیکن اس شعر میں شاعر اپنی محرومی اور بد قسمتی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے زندگی میں بہت کچھ حاصل کیا بہت سی میری خواہشات پوری ہوئیں لیکن تجھے پانے کی خواہش میری پوری نہ ہو سکی میری زندگی کی سب سے بڑی کمی ہے کہ تو میرے ساتھ نہیں ہے تو گویا میں بالکل خالی ہاتھ ہوں اسی احساس کو ناصر کاظمی نے ایک اور غزل میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے

بقول شاعر بھری دنیا میں جی نہیں لگتا جانے کس چیز کی کمی ہے ابھی

Studybeesofficial

شاعر کہتے ہیں کہ اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہے انسان اگر کسی چیز کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوشش کرے تو وہ اسے مل جاتی ہے اگرچہ دنیا میں سب کچھ ممکن ہے لیکن اے محبوب تیرا حصول میرے لیے ناممکن ہو گیا ہے اور تم کسی طرح میرے نہ بن سکے اور میری ساری زندگی میں یہ ایک کمی بہت بڑی ہے کہ تو میرے ساتھ نہیں ہے۔

بقول شاعر ؎ کون ہوں میں جو رائیگاں ہی گیا   کون تھا جو کبھی ملا ہی نہیں

شعر نمبر 7:

میں تو وہ نہیں رہا   ہاں مگر وہی ہے تُو

تشریح:

شاعر ناصرؔ کاظمی کہتے ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان جتنا بھی مضبوط اعصاب کا مالک ہو غم عشق اور مشکلات زمانہ سہتے سہتے اس کے اعصاب شل ہو جاتے ہیں اور معمولی واقعات بھی اس کے ذہن پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں اور حالات و واقعات انسان کو کہیں نہ کہیں توڑ کر رکھ دیتے ہیں وقت کی گرد انسان کو مایوس کر دیتی ہے اور اس کے حسن جمال کو ماند کر دیتی ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے حالات کے ستم ظریفی نے میرے حسن و جمال کو ختم کر دیا ہے اور میرے جذبات تو ایسا ساتھ غم اور خوشی کی کیفیت کو سرد کر دیا ہے مگر اے میرے محبوب میرے حسن و جمال میں کوئی کمی نہ ائی کوئی غم تیرے کمال محبت کے احساسات و جذبات کو گرد آلود نہ کر سکا تیرا حسن اور تیری محبت ویسی کی ویسی ہے بے پناہ اور بے قرار حالات نے مجھے بدل دیا مگر تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ شاعر بھری دنیا میں بھی تنہائی کا شکار ہے خاص طور پر جو شخص محبت کے عارضہ میں مبتلا ہو جاتا ہے دکھ اور تکلیفیں اس کا مقدر بن جاتی ہیں لیے شاید اپنے محبوب سے کہہ رہا ہے کہ میں تو وہ نہیں رہا مگر تو ابھی تک ویسا ہی ہے۔

بقول شاعر ؎ ناصرؔ بہت سی خواہشیں دل میں ہیں بے قرار
لیکن کہاں سے لاؤں وہ بے فکر زندگی

شعر نمبر 8:   ناصرؔ اس دیار میں   کتنا اجنبی ہے تو

تشریح:

Studybeesofficial

شاعر اور ادیب معاشرے کا سب سے حساس طبقہ ہوتا ہے ان کا مشاہدہ اور سوچنے کا انداز عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے دنیا کی تلخی اور ناانصافیوں کو دیکھ کر مصلحت کے تحت خاموش نہیں رہ سکتے بلکہ اپنے احساسات اور جذبات کا اظہار الفاظ کی شکل میں بیان کر کے عام لوگوں کو بھی زبان عطا کر دیتے ہیں۔ اس شعر میں ناصر کاظمی خود سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ میں اس بے حس اور ظالم دنیا میں احساس کی جنس لے کر کیوں آگیا ہوں اس مفاد پرست ظالم اور بے حس دنیا میں میں ایک اجنبی کی طرح ہوں جس کے سچا ہونے کے باوجود کوئی اس کا ساتھ دینے کو تیار نہیں ہے کوئی ساتھ چلنے کو تیار نہیں یوں لگتا ہے کہ جیسے مجھے کوئی جانتا ہی نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں زندگی کو نہیں بلکہ زندگی مجھے گزار رہی ہے۔ شاعر اپنی قسمت کی ستم ظریفی پر ملال کر رہا ہے کہ مجھے کن ریاکار ، مکار اور خود غرض لوگوں میں پھینک دیا گیا ہے جن کے پاس دل نام کی کوئی چیز نہیں جو جذبات و احساسات سے عاری معلوم ہوتے ہیں شاعر اپنے محبوب سے کہتا ہے کہ میری زندگی کی ساری رونقیں اور روشنیاں تیرے ہونے سے تھیں، جب سے تو مجھ سے بچھڑا ہے میری زندگی تاریک ہو گئی ہے سب رونقیں ختم ہو گئی ہیں۔ اب تو میں اپنے ہی شہر میں خود کو اجنبی محسوس کرنے لگا ہوں شاعر کہتا ہے کہ میرا بے چین دل اس دنیا میں اب نہیں لگتا، میں بیزار ہو چکا ہوں وہ خود سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ ناصر آب تجھے سمجھنے والا کوئی نہیں ہے اور تو اس شہر میں بہت اکیلا اور اجنبی ہو گیا ہے۔

بقول شاعر ؎ ہر کوئی اپنے غم میں ہے مصروف کس کو درد آشنا کہے کوئی

بقول شاعر ؎ بات یہ ہے کہ لوگ بدل گئے ہیں ظلم یہ ہے کہ وہ مانتے بھی نہیں

Studybeesofficial